خواتین کا حقِ وراثت، اسلام کی امتیازی خصوصیات اور معاشرتی کوتاہیاں

مولوی معاذ الحق
متعلم تخصص فقہِ اسلامی، جامعہ

''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً'' (النساء:1)

''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور پیدا کیا اسی سے اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔''

مشہور مفسر مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و رحمت سے تم کو پیدا کیا، پھر پیدا کرنے اور موجود کرنے کی مختلف صورتیں ہوسکتی تھیں، ان میں سے ایک خاص صورت کو اختیار فرمایا کہ سب انسانوں کو ایک ہی انسان حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کر کے سب کو اُخوت اور برادری کے ایک مضبوط رشتہ میں باندھ دیا، اب خوفِ آخرت کے علاوہ اس رشتۂ اخوت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کے حقوق پورے ادا کیے جائیں۔

ان حقوق میں سے ایک حقِ میراث ہے۔ کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کے حقوقِ واجبہ ادا کر کے باقی ماندہ ترکہ ورثاء کو دیا جائے گا، تاکہ وہ اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرسکیں اور مورث کے بعد کسی کے محتاج نہ رہیں۔

عورت کو حقِ میراث دینا بھی اسلامی معاشرے کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک ہے۔

عورت کا حقِ میراث اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور مردوں پر لازم کیا گیا کہ وہ اس حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتیں، ورنہ عنداللہ مجرم ہوں گے، چنانچہ ربِ کریم کا ارشاد ہے:

''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا '' (سورۃ النساء:7)

ترجمہ: ''مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے، تھوڑا ہو یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا۔''

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک شانِ نزول نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اوس بن ثابتؓ (یا اوس بن مالکؓ یا ثابت بن قیسؓ) کا انتقال ہوا، ورثاء میں ان کی بیوی، دو بیٹیاں اور ایک نابالغ بیٹا رہ گئے تو متوفی شخص کے چچازاد آئے اور انہوں نے ترکہ کا سارا مال لے لیا اور ان کو کچھ نہیں دیا۔ بیوہ نے ان سے کہا کہ آپ میں سے دو آدمی ان بچیوں سے نکاح کر لیں، تاکہ ان کی کفالت ہو جائے تو ان لوگوں نے انکار کر دیا، وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور واقعہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے، کیونکہ ابھی تک اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی تھی، اس کے بعد ''يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ'' پورا رکوع نازل ہوا، جس میں تقسیمِ میراث کے بارے میں تفصیل آئی۔ (روح المعانی 2/326۔ سورۃ النساء:7-10)

حقِ میراث کتنا اہم اور ضروری ہے، جس سے عورت کو محروم رکھنا بہت خطرناک اور بھیانک بات ہے، اس ضمن میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

1۔ ''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَاَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا، فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: '' يَقْضِي اللهُ فِيْ ذٰلِكَ''، فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: '' اَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ، وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ .''

(سنن الترمذی، ج:2، حدیث:2092)

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو جو سعدؓ سے پیدا ہوئی تھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ آپ کے ساتھ لڑتے ہوئے جنگ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں، ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے، اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا، اور بغیر مال کے ان کی شادی نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔'' چنانچہ

اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان (لڑکیوں) کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعدؓ کی دونوں بیٹیوں کو مال کا دو تہائی حصہ دے دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ، اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔''

2۔''وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ اللهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا.'' (مشکوۃ المصابیح، حدیث:197)

ترجمہ:''سیدنا ابوثعلبہ الخشنی ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بے شک اللہ نے فرائض مقرر کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو، اس نے حرمات کو حرام قرار دیا ہے، پس ان کے قریب نہ جاؤ اور اللہ نے حدود متعین کی ہیں، پس ان سے تجاوز نہ کرو اور اس نے جانتے بوجھتے کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا، پس ان کے متعلق بحث نہ کرو۔''

3۔''عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:'' مَنْ فَرَّ مِنْ مِيْرَاثِ وَارِثِهٖ، قَطَعَ اللهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.'' (سنن ابن ماجہ، باب الحیف فی الوصیۃ، حدیث:2703)

ترجمہ:''انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص اپنے وارث کو میراث دلانے سے بھاگے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جنت کی میراث نہ دے گا۔''

مفتی تقی محمد عثمانی زید مجدہٗ فرماتے ہیں کہ: جو لوگ عورتوں کو حق سے محروم کرتے ہیں اور ان کو ان کا حقِ میراث نہیں دیتے، بلکہ ان کے خاندانوں میں حصہ دینے کا رواج ہی نہیں ہے، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس طرح عورتوں کے حصہ کو غصب کرنا اور ان کا حق نہ دینا اپنے مال میں حرام شامل کرنا ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ: حقِ میراث میں سے عورتوں کو محروم رکھنا یہ ہندوانہ رواج تھا، حتیٰ کہ 1955ء تک عورت کا حق دینے کا تصور بھی نہیں تھا، البتہ 1955ء میں ہندو کورٹ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عورتوں کو حقِ میراث دیا جائے گا۔ البتہ اگر ایک خاندان کے افراد مشترکہ طور پر رہ رہے ہوں تو اس صورت میں عورت کو حقِ میراث نہیں دیا جائے گا، گویا کہ انہوں نے اس حق کا پھر بھی صحیح خیال نہیں رکھا۔

مسلمانوں میں اتنا انحطاط آیا ہے کہ آج کے معاشرے میں عوام الناس کے علاوہ جو لوگ بہ ظاہر

دیندار شمار کیے جاتے ہیں، انہوں نے بھی اس حق تلفی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، چنانچہ آج کل اگر کسی خاندان میں کوئی صاحبِ علم تقسیمِ میراث کی بات کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ خاندان میں انتشار و فساد ہوگا، لوگ لڑیں گے، لہٰذا اب ہم اس پر بات نہیں کر سکتے۔ بہت افسوس کی بات ہے شریعتِ مطہرہ کا ایک بہت بڑا حکم مٹ رہا ہے، لہٰذا یہ موضوع ہر موقع پر مصلحت کے ساتھ اُجاگر کرنا چاہیے۔ نیز علاقے کے علماء، سماجی شخصیات اور اعلیٰ حکام سے مشاورت کرنی چاہیے، تاکہ اس حکم کا احیاء کیا جائے، جہیز، شادی بیاہوں اور دیگر فضولیات میں اپنے مال کو صرف کرنے کے بجائے ضروری اور لازمی حقوق ادا کیے جائیں، عوام میں اس بات کا شعور اور دینی بیداری پیدا کرنے کے لیے جمعہ کے خطبات، جنازوں اور دیگر اجتماعات میں اس پر تفصیلی بات ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی احکام سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....